از جناب شاہ بلیغ الدین صاحب۔ کراچی

# جھوٹے نبی

ایک بار مامون رشید کے سامنے ایک شخص کو پیش کیا گیا۔ مامون نے پوچھا — تم کون ہو؟ اس نے کہا — نبی ہوں! مامون بولا — کوئی معجزہ دکھا سکتے ہو؟ اس نے کہا — جی ہاں! مامون نے پوچھا — کیا معجزہ دکھاؤ گے؟ اس نے کہا — میں آپ کے دل کی بات بتاتا ہوں۔ مامون نے کہا — نبی کا کام لوگوں کے دل ٹٹولنا نہیں خیر چھوڑو اس بات کو اور یہ بتاؤ کہ اس وقت میں کیا سوچ رہا ہوں۔ اس نے کہا — خلیفہ کے دل میں یہ خیال ہے کہ میں جھوٹا ہوں! مامون ہنس پڑا بولا — نبوت ٹھٹھول کا نام نہیں۔ تم نے گاؤں کے جاہل لوگوں کو فریب دے کر لوٹا ہے۔ اس لئے جیل جاؤ۔ وہاں دو دن میں نبی جی اپنی ہیکڑی بھول گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام برسوں قید میں رہے وہاں بھی تبلیغ دین کرتے رہے۔ لیکن یہ ڈیڑھ نبی دو روز میں توبہ کرکے اور اپنے جرم کا اعتراف کرکے چھوٹ گیا۔ اس نے کہا — میں نے تو نبوت کو عیش کرنے کا ایک ذریعہ سمجھا تھا۔ اس کے لئے جیل جانا پڑے گا یہ تو میں نے سوچا بھی نہ تھا۔

بنو عباس کے دور میں بہت سے مسخروں، نیم پاگلوں اور فتنہ پروروں نے نبوت کا دعویٰ کیا لیکن انہیں ٹھکانے لگا دیا گیا۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں میں ہوشیار لوگ وہ ہوتے ہیں جو کسی اللہ کے نبی کے ساتھ اپنے آپ کو شریک بناتے ہیں۔ جیسے مسیلمہ کذاب نے کیا۔ اس نے اپنے قبیلے والوں سے کہا — میں نبی ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ شریک کیا ہے یہ صاف جھوٹ تھا۔ لوگوں کو دھوکا دینے کا ایک طریقہ۔ نبوت کوئی ایسا عہدہ نہیں جس میں ایک دوسرے کو شریک کیا جائے۔ یہ منصب تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ جب اس نے یہ دنیا بنائی اسی وقت اس نے اپنے رسولوں کو چن لیا۔ اس لئے ہر نبی نے اپنی امت کو جھوٹے نبیوں کے فتنے سے ہوشیار کیا ہے۔ اور اگر کوئی آنے والا نبی تھا تو وہ بھی بنا دیا۔ مسیلمہ نے اپنی اذان وہی رکھی تھی جو مسلمانوں کی اذان تھی۔ تمام اصطلاحیں بھی وہی رکھیں۔ مسجد، نماز، قرآن، صحابیات ام المومنین وغیرہ وغیرہ۔ تاکہ دھوکے میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ لیکن اسے کافر قرار دیا گیا۔ اور صدیق اکبرؓ نے خلافت سنبھالتے ہی پہلے دو بڑے کام یہ کیے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے منافقوں کو کچل دیا۔ اور پھر اس جھوٹے نبی مسیلمہ سے باقاعدہ جہاد کیا جھوٹے نبیوں سے جہاد کرنے پر اجماعِ صحابہ ہے۔ جو اپنے آپ کو نبی کہے وہ کافر! اس میں کوئی شک نہیں کوئی شبہ نہیں

جو خاتم المعصومین اور خاتم الانبیاء کے بعد کسی نبی یا ظلی نبی، صاحبِ وحی یا معصوم مانے وہ بھی کافر۔ اس میں کوئی حیل و حجت نہیں جب تک یہ فتنہ مٹا نہ دیا جائے۔ اسلامی حکومت اور عام مسلمان چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ جو اس معاملہ میں غفلت کرے گا گنہ گار ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ سب سے بڑی فضیلت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ وہ امام الانبیاء، خاتم المعصومین اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی، امام یا ولی اللہ کی طرف سے مامور نہیں ہو گا۔ کوئی اس کے خلاف سوچتا یا عمل کرتا ہے تو وہ مسلمان باقی نہیں رہتا۔ شریعت آپ پر ختم۔ حرام و حلال میں اب کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اللہ کا پیام مکمل ہو گیا۔ اب کسی پر وحی نہیں آسکتی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ

میں عاقب، حاشر، ماحی اور خاتم ہوں۔ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔ حضرت موسیٰ نبی تھے ان کی مدد کے لئے ان کے بڑے بھائی ہارون کو اللہ نے نبی بنایا۔ حضرت عیسیٰ نبی تھے اُن پر تو وحی بھی آئی۔ کتاب بھی اتری لیکن ان کی شریعت وہی تھی جو موسیٰ کی تھی۔ جھوٹے نبیوں میں سے بعض نے اللہ کے اس نظام سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے کہا ــــ ہم غیر تشریعی نبی ہیں جیسے عیسیٰ تھے۔ مسیلمہ نے یہ بات کہی تھی کہ شریعت تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گی مگر میں بھی نبی ہوں۔ اسی طرح کسی جھوٹے نے کہا کہ ــــ ہارون کی طرح وہ ظلی نبی ہے اور دوسرا فریبی بولا ــــ وہ بروزی نبی ہے۔ تیسرے دھوکا باز نے نعرہ لگایا۔ وہ مثیلِ مسیح ہے۔ یہ سب جھوٹ اور دھوکے کا کاروبار ہے۔ حضرت عیسیٰ بے شک دنیا میں آئیں گے لیکن وہ ماں کے پیٹ سے نہیں پیدا ہوں گے۔ وہ دمشق کے مشرقی حصے میں دو فرشتوں کے پروں پر ۳۲ سالہ جوان العمر شخص کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ وہ حضور اکرم کی رسالت پر ایمان لائیں گے۔ خود نماز نہیں پڑھائیں گے بلکہ امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ نبوت کا دعویٰ نہیں کریں گے۔ دینِ محمدؐ کے خدمت گزار ہوں گے۔ ان کا کام دجال سے لڑنا، عدل کرنا اور عیسائیت کو ختم کرنا ہو گا۔ وہ عیسائیت کے ٹکڑوں پر نہیں پلیں گے۔ وہ حضور اکرمؐ کے کسی حکم کو منسوخ نہیں کریں گے۔ جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔ انگریز کے دور میں جس کسی کو بھی قادیانی یعنی مرتد بنایا گیا تو اس میں انگریز کی عیاری کو بڑا دخل تھا۔ اس نے نوکریاں دے کر روپیہ دے کر شادی بیاہ کر کے ڈرا دھمکا کر اور لالچ کے ذریعے دیہاتوں کے جاہل اور سیدھے سادے لوگوں کو یہ کہہ کر کہ ہم تمہیں اچھا مسلمان بنا رہے ہیں قادیانی بنا لیا۔ کچھ عیار ضمیر فروش سیاستدانوں کو پھانس لیا گیا تاکہ اسلام کو نقصان پہنچایا جائے۔ ان فریب خوردہ سادہ لوح اللہ کے بندوں کو صحیح حالات بتانے اور اسلام کے عقائد سے واقف کرانے کی شدید ضرورت ہے۔ اس لئے کہ انہیں سچی باتیں معلوم ہی نہیں۔

صدیق اکبرؓ نے بہکائے ہوئے لوگوں کو توبہ کا موقع دیا۔ طلیحہ اسدی نے توبہ کی اور پھر سے اسلام میں داخل ہو گیا۔ مسلمانوں کی حکومت اور مسلمان دونوں جھوٹے نبیوں کے فتنے کو کچلنے اور غلط فہمی یا لالچ سے پھنسائے

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۹)

بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے

# "لباس التقویٰ ذٰلک خیر"

گُل احمد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

ایگل
ایک عالمگیر
قلم
EAGLE
خوشخط
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم پڈڈ
نب کے
ساتھ،
ہر
جگہ
دستیاب
EAGLE
IRIDIUM
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لمیٹڈ

دِلکش
دِلنشیں
دِلفریب
کنول لنن، صنم پاپلین
بے نظیر پاپلین
کہکشاں پرنٹس
سنگم بوسکی
مایۂ ناز پاپلین
کمانڈر پاپلین
پریذیڈنٹ لان
جمال ۳۰۰۰ پاپلین
جمال ۵۰۰۰ لان
۲- ڈائمنڈ ٹسر
صنم ڈیلکس پاپلین
پول کارڈ
سوٹنگ
حُسین کے پارچہ جات
حُسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں،
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی،
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں۔ حُسین کے پارچہ جات،
شہر کی ہر بڑی دکان پر،
دستیاب ہیں۔
HUSEIN
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حُسین ٹیکسٹائل ملز
حُسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن
جوبلی انشورنس ہاؤس، آئی آئی چندریگر روڈ کراچی

پاکستان کا
نمبر
1
بائیسکل
SOHRAB
سُہراب

# نصاب مدارس عربیّہ کی تدوین جدید

از مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی
رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

مورخہ ۳۱ جنوری ۸۴ء کو مولانا سمیع الحق صاحب کے مشورہ سے مولانا عبدالقیوم حقانی نے "وفاق المدارس" کی نصاب کمیٹی کے نام ایک خط لکھا تھا جسے وفاق کے مرکزی دفتر ملتان نے شائع کرکے تقسیم کیا اسی مکتوب کو ماہنامہ الحق جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ میں مضمون کی شکل میں شائع کیا گیا۔ اور اب اسے ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند نے الحق سے نقل کرکے شائع کیا۔ اور اس کے ساتھ مولانا قاضی زین العابدین سجّاد رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند کا چھ صفحات کا تبصرہ بھی شائع کیا ہے۔ اب وہی تبصرہ بشکریہ دارالعلوم نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

آج کل ہندوستان اور پاکستان دونوں جگہ مدارس عربیہ دینیہ کے نصاب تعلیم کا مسئلہ زور شور سے زیر بحث ہے کچھ وہ علما کرام ہیں جو قدیم نصابِ تعلیم، درسِ نظامی کو بدستور جاری رکھنے کے حامی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اس میں ترمیم تغیر کے حق میں ہیں، پاکستان میں تو "وفاق المدارس العربیہ" کی تنظیم اس موضوع پر کئی اجتماعات منعقد کرچکی ہے ہندوستان میں ابھی حال میں پہلے ندوۃ العلما لکھنؤ میں ایک سیمینار منعقد ہوچکا ہے۔ اس کے کچھ ہی روز بعد جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام دہلی میں ایک کانفرنس منعقد ہوچکی ہے۔ دونوں اجتماعات میں (جن میں مجھے بھی شرکت کا موقع ملا) فی الحال کسی فیصلہ پر نہیں پہنچا جاسکا۔ بلکہ فیصلہ اور غور و فکر کے لئے کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں۔ خدا کرے کوئی نتیجہ نکلے اور ہمارے اہل علم و فکر اس مسئلہ کو حل کرسکیں۔

اس سلسلہ میں مختلف اہل علم و اصحاب قلم کے مضامین بھی دونوں ملکوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ کے "الحق" (اکوڑہ پاکستان) میں حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ کا مضمون "نصاب مدارس عربیہ کی تشکیل جدید کا مسئلہ" کے زیر عنوان نظر سے گذرا۔ مضمون قدیم نصاب تعلیم درس نظامی کی حمایت میں ہے اور مؤیدین درس نظامی کی طرف سے ایک مدلل و جامع بیان ہے۔ اس مضمون کے پڑھنے کے دوران بعض نکات میرے ذہن میں بھی آئے ہیں انہیں درج کررہا ہوں تاکہ ان پر بھی غور فرما لیا جائے۔

۱۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح (جس کا ذکر صاحب مضمون نے اپنے مضمون میں کیا ہے) یہ خاکسار بھی اب سے تقریباً چالیس سال پہلے درس نظامی کی تبدیلی کے حق میں تھا۔ اور اس تبدیلی کو عمل میں لانے کے لئے بعض عملی اقدامات بھی کئے تھے۔ مگر حضرت شیخؒ کی طرح، عمر اور تجربہ کے اضافہ کے ساتھ ساتھ اس جنون میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اب میری رائے یہ ہے کہ اصل مسئلہ قابل توجہ نصاب تعلیم کا نہیں بلکہ طرز تعلیم کا ہے۔ اگر اساتذہ کرام لائق اور محنتی ہوں اور طلبہ کو بنانے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو ہر نصاب اپنے اپنے دائرہ میں مفید اور کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ درس نظامی اگر کامل توجہ سے پڑھایا جائے اور پڑھنے والے بھی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کر کے اسے پڑھیں تو بقول مولانا عبدالقیوم صاحب طالب علم جس فن کی کتاب چاہے آسانی سے سمجھ سکتا ہے اور کوئی کتاب لاینحل نہیں رہ سکتی۔

مگر مشکل یہ ہے کہ بڑے مدارس (دارالعلوم دیوبند وغیرہ) میں ہر درجہ میں اتنے طلبہ ہوتے ہیں کہ اساتذہ اور طلبہ کے درمیان کوئی ربط و تعلق نہیں ہوتا۔ اور اساتذہ کا درس جلسہ عام کی تقریر بن کر رہ جاتی ہے۔ اساتذہ طلبہ کی مشکلات سے واقف نہیں ہوتے اور یہ جان بھی نہیں پاتے کہ کچھ ان کے پلے پڑا کہ نہیں۔ اس لئے ضروری ہے، خصوصاً نیچے کے درجات میں کہ طلبہ کی تعداد دس پندرہ سے زیادہ نہ ہو۔ اور استاد طلبہ کا محاسبہ کرتے رہا کریں۔ کہ وہ مطالعہ کر کے آتے ہیں یا نہیں اور سبق سمجھ کر اٹھتے ہیں یا نہیں۔ میری رائے ہے کہ بڑے مدارس کے ممتاز فارغ التحصیل جنہوں نے علمی دنیا میں نام پایا۔ زیادہ تر ان میں وہ ہیں جنہوں نے ابتدائی اور وسطانی تعلیم چھوٹے مدرسوں میں شفیق اساتذہ کی آغوش میں پائی اور بعد میں اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند یا سہارنپور گئے۔

۲۔ مجھے اس رائے سے اتفاق نہیں ہے کہ "درس نظامی" کے نام سے ہمارے ہاں جو نصاب مروج ہے وہ منجمد ہے گذشتہ تین سو سال کے عرصہ میں اس میں بے شمار تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ صحاح ستہ تو درس نظامی کا جزو ہی نہ تھی یہ تو خانوادۂ ولی اللہی کی دین ہے۔ فلسفہ و منطق، صرف و نحو اور ادب کی بھی بہت سی کتابیں، ملا نظام الدینؒ کے عہد کے بعد کی تصنیف ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتی رہیں۔ مثلاً مرقات۔ ملا حسن۔ شرح ہدایۃ الحکمۃ (خیر آبادی) حمد اللہ، قاضی مبارک۔ ملا مبین، علم الصیغہ، دستور المبتدی، مفید الطالبین، نفحۃ الیمن، نفحۃ العرب وغیرہا۔ اب موجودہ حالات میں اس میں پھر تبدیلی کی ضرورت ہے۔

دارالعلوم دیوبند میں موجودہ درس نظامی (جسے میں نصاب ولی اللّٰہی کہنا زیادہ صحیح سمجھتا ہوں) کے نصاب کے تغیرات کا اگر تاریخی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ پہلے دارالعلوم کے قیام کے بعد ۱۲۸۵ھ میں۔ پھر ۱۲۸۹ھ میں پھر ۱۲۹۰ھ میں پھر ۱۳۰۱ھ میں نصاب میں تغیرات ہوتے رہے ہیں۔ اس کے بعد بھی اس میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ مجلس شوریٰ اور مجلس تعلیمی اس پر وقتاً فوقتاً غور کرتی رہتی ہے۔